’غدارِوطن‘ شاعر ناظم حکمت کی حب الوطنی

ڈاکٹر جلال صوئیدان *

Abstract:

Nazim Hikmet Ran was one of the most important and influential figures in 20th century Turkish literature. But he was accused as a traitor of country by the Turkish state. So he was arrested and sentenced for many years in prison and his works were banned in his native country and he himself suffered long exile.

Dispate his persecution by the Turkish state, Nazim Hikmet was always and is ever more revered by the Turkish nation. His poems depicting the people of the countryside, villages towns and cities of his homeland, i.e. Human Landscape from my Country as well as the Epic of the War of Independence and the Force of the Nation (Kuvva-e Milliye) are considered among the greatest patriotic literary works in Turkey.

یونیسکو کی طرف سے ناظم حکمت کے سوویں یومِ پیدائش کے سال ۲۰۰۲ء کو سالِ ناظم حکمت قرار دیا گیا اور دنیا بھر میں مختلف تقریبات کے ذریعے ناظم حکمت کو یاد کیا گیا۔ لیکن اس معروف شاعر و ادیب کو اپنی سیاسی نظریات کی بنا پر اپنی حکومت کی طرف سے ’غدارِ وطن‘ خیال کرتے ہوئے وطن میں زندگی بسر کرنے کی اجازت نہ ملی۔ جبکہ کلامِ ناظم کا مطالعہ کرنے پر ان کے ہاں شدید حب الوطنی کا احساس ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر کہا جائے کہ وطن سے محبت میں اور اس محبت کو شاعرانہ لب و لہجہ عطا کرنے میں اس کی مثال نہیں ملتی تو غلط نہ ہوگا۔ محققِ ناظم ندیم گورسل کا بیان اس بات کا آئینہ دار ہے کہ کس طرح ناظم حکمت کی حق تلفی کی گئی۔ کہتے ہیں: ’’ناظم حکمت کو ناپسند کرنے والے، اس پر تنقید کرنے والے یہاں تک کہ اس کے لیے ناحق قید و بند کی سزا سنانے والے بھی آج اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ ناظم حکمت کا شمار ترکی زبان کے عظیم ترین شعراء میں ہوتا ہے۔‘‘(۱)

معروف شاعر ناظم حکمت ران ۱۹۰۲ء میں اتاترک کی جائے پیدائش سیلانیک میں پیدا ہوئے۔ ناظم حکمت نے ابتدائی تعلیم استنبول میں مکمل کی اور وزیرِ بحریہ جمال پاشا کی نصیحت پر بحریہ اکیڈمی میں داخل ہو گئے۔ اس داخلے کا سبب آپ کی ایک نظم بنی جو انہوں نے ’’ایک بحری جہاز ران کی زبان سے‘‘ کے عنوان سے ۱۲ سال کی عمر میں لکھی اور کسی تقریب میں سنائی تھی۔ اس اکیڈمی میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد جہاز پر عرشیہ افسر کے طور پر اپنے فرائض کا آغاز کیا۔ جہاز پر پیشہ وارانہ فرائض کی ادائیگی کے دوران سردی لگنے سے ذات الجنب کا شکار ہو گئے

* انقرہ یونیورسٹی، ترکی

اور محکمہ صحت کی رپورٹ پر ۷امئی ۱۹۲۰ء میں نا اہل قرار دے کر فوج سے نکال دیئے گئے۔فوج سے مجبوراً علیحدگی کے بعد جنگِ آزادی میں شرکت کے لئے یکم جنوری ۱۹۲۱ میں تین شاعر دوستوں کے ہمراہ اناطولیہ روانہ ہوئے اور محاذ پر جنگ لڑنے کے لیے فوج میں شمولیت اختیار کرنا چاہی۔لیکن انقرہ پہنچنے پر جو پہلا فرض آپ کو سونپا گیا وہ استنبول کے نوجوانوں کو جنگِ آزادی میں شرکت کی تحریک دینے والی ایک نظم لکھنا تھا۔ تینوں شعراء کی لکھی ہوئی نظم دس ہزار کی تعداد میں چھپوا کر تقسیم کی گئی۔اس نظم کے اثرات اس قدر وسیع پیمانے پر سامنے آئے کہ تُرک ملی مجلسِ عظمیٰ کو اس پکار کے نتیجے میں تشکیل پانے والے لشکر کو منظّم کرنے کے موضوع پر بحث کے لئے اجلاس منعقد کرنے کی ضرورت پیش آئی۔(۲) جب ناظم حکمت جنگ میں عملی شرکت کی توقع کر رہے تھے آپ کو اناطولیہ میں ایک ہائی سکول کے استاد کے فرائض سونپ دیئے گئے۔

اس دوران روسی تحریک میں دلچسپی لینے لگے اور کچھ عرصہ بعد ماسکو چلے گئے۔ماسکو میں ۱۹۲۲۔۱۹۲۴ کے دوران یونیورسٹی میں اقتصادیات اور عمرانیات کی تعلیم حاصل کی۔وطن واپسی پر 'آئیدنلک' (روشنی) رسالے میں اپنی نظمیں چھپوانا شروع کیں۔لیکن جب ناظم حکمت کو علم ہوا کہ ان کی نظموں کے باعث ان کی غیر موجودگی میں ان کو گرفتاری کا فیصلہ کیا گیا ہے تو وہ دوبارہ روس چلے گئے۔کچھ عرصہ بعد عمومی معافی کا اعلان ہونے پر ترکی واپس آئے لیکن گرفتار کر کے قید میں ڈال دیئے گئے۔

رہائی کے بعد ناظم حکمت نے استنبول میں مختلف رسائل و اخبارات میں مقالے تحریر کئے، ڈرامے لکھے اور فلم سٹوڈیوز میں کام کیا۔ ان دنوں جب ناظم اپنے حال میں مگن زندگی کی جنگ لڑ رہے تھے آپ کو برّی فوج اکیڈمی کے طلبہ میں پروپیگنڈہ کرنے کا الزام لگا کر بے بنیاد جرم پر گرفتار کر کے مقدماتی کاروائی کا نشانہ بنا دیا گیا اور ۱۹۳۸ء میں ۳۵ سال قید کی سزا سنائی گئی۔ ایک نقاد اس موضوع پر اس طرح رقمطراز ہے: ''فوج کو بغاوت پر اکسانے کا جرم جو کسی بھی ثبوت کے بغیر گھڑا گیا تھا انسان کو ہنسا دینے کی حد تک احمقانہ تھا۔ لیکن وکیلِ اٹارنی طے کر چکا تھا اور یہ کہتا تھا: ہم اس قدر احمق نہیں کہ اس مقدمے میں ثبوت تلاش کریں۔''(۳) ناظم نے دورانِ قید و بند متعدد دفعہ درخواستیں اور خطوط لکھ کر صاحبِ اختیار لوگوں کو اپنی بے گناہی سے آگاہ کرنے کی کوشش کی۔ اتاترک کی بیماری سے آگاہی کے باوجود ناظم حکمت نے انہیں بھی خط لکھ کر واضح کیا کہ مجھ پر منسوب کردہ جرم صریحاً جھوٹ اور افتراع ہے۔اس خط میں جو ناظم نے اپنی بے گناہی کے متعلق اتاترک کو لکھا ان کی حب الوطنی واضح نظر آتی ہے:

(۔۔۔)''انقلابِ ترک اور آپ کے نام کی قسم اٹھاتا ہوں کہ میں بے گناہ ہوں میں نے فوج کو بغاوت پر نہیں اکسایا اندھا نہیں ہوں، آپ کی طرف سے کی گئی ہر پیش رفت کوشش کو سمجھنے والا دماغ اور وطن سے محبت کرنے والا دل رکھتا ہوں۔ وطن اور آپ کی انقلابی ذات کے سامنے سرخ رو ہوں میں نے فوج کو بغاوت پر نہیں اکسایا احمق، دیوانہ، رجعت پسند، بِکا ہوا، انقلاب اور غدار وطن نہیں ہوں کہ اس کو ایک لمحے کے لئے سوچوں میں نے فوج کو بغاوت پر نہیں اکسایا تمہارا اثاثہ اور تمہاری محبوب ترکی زبان پر ایمان رکھنے والا شاعر ہوں (۔۔۔)''(۴)

دوسری طرف جیل سے باہر ناظم حکمت کے دوستوں نے بھی ان کو بے گناہ ثابت کرنے کے لئے بہت سے اقدامات کئے لیکن کسی صورت کامیاب نہ ہو سکے۔۱۳سال قید میں گزارنے کے بعد عمومی معافی کے ذریعے آزاد کئے گئے۔ ناظم حکمت جنہیں بحریہ اکیڈمی میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد دورانِ ملازمت بیمار ہو جانے کے باعث ''فوج کے لئے نااہل'' قرار دیتے ہوئے فوج سے نکال دیا گیا تھا فوجی تربیت کا دورانیہ پورا نہ کرنے کو مد نظر رکھتے ہوئے دوبارہ فوج میں بلانے کا فیصلہ کیا گیا۔ناظم اس دور کو یوں بیان کرتے ہیں: ''۱۳سال قید رہا۔ یہ ۱۳سال قید سرے سے میرے جرم کی سزا تھی ہی نہیں بلکہ ایک من گھڑت جرم کی میرے سر منڈھے گئے جرم کی سزا تھی۔قید سے رہائی کے بعد جبکہ میری عمر کو پچاس سال ہونے میں صرف ایک سال باقی تھا انہوں نے مجھے فوجی تربیت کے لئے بلایا۔ میں فوج سے بھگوڑا نہیں تھا جسے میں اعزاز سمجھتا ہوں لیکن اس اقدام کا مطلب اس کا بدلہ اپنی زندگی سے ادا کرنا تھا۔ بعد ازاں میری تازہ معلومات کے مطابق ان کا مقصد مجھے فقط فوج میں لینا نہیں تھا بلکہ فوج کو بہانہ بنا کر وہ مجھے مار ڈالیں گے اور بعد میں کہیں گے کہ ناظم حکمت فوج سے فرار ہوا اور فرار ہوتے ہوئے ہم نے اسے مار دیا''۔(۵) ناظم حکمت جنہیں قانونی پابندی نہ ہونے کے باوجود فوج میں بلایا جا رہا تھا اس خوف کے تحت کہ دورانِ فوجی تربیت انہیں مار دیا جائے گا ۱۷جون ۱۹۵۱ء کو وطن چھوڑنے اور روس فرار ہونے پر مجبور ہو گئے۔اس سے تقریباً ایک ماہ بعد ناظم حکمت کو ترکی شہریت سے نکال دیا گیا۔اس کا جواب ناظم نے اس طرح دیا: ''مجھے ترک قومیت سے اس قوم کی اولاد ہونے سے اپنی ملت کے ساتھ اپنی موت تک وابستہ ہونے سے کوئی انسان، کوئی قوت محروم نہیں کر سکتی۔''(۶) ناظم حکمت کے روس جانے اور ترک شہریت سے محروم کئے جانے کے بعد ۱۹۷۱ء تک عدالت کی طرف سے ان کی تصانیف پر پابندی لگا دی گئی۔

ناظم وطن سے جدائی کی حالت میں ۳ جون ۱۹۶۳ کو ماسکو میں وفات پا گئے ۔ اپنی وفات سے دس سال قبل لکھی ہوئی ایک نظم میں ایک عام وطن کے شہری کی طرح وطن میں دفن کئے جانے کی وصیت کرتے ہیں:

(۔۔۔) مجھے اناطولیہ میں ایک گاؤں کے قبرستان میں دفن کرو

اگر ممکن ہو تو

میری قبر کے ٹیلے پر ایک چنار ہو

تو سرہانے پر پتھر کی خواہش نہیں ہے مجھے۔(۷)

ناظم اپنے بارے میں پھیلائی گئی جھوٹی خبروں کے سبب متعدد دفعہ گرفتار کئے گئے اور مختلف ادوار میں سالوں تک قید و بند کی صعوبت برداشت کرتے رہے۔ انہیں روس فرار ہونے پر مجبور کر دینے والے آخری واقعے کے بعد ترکی میں اخبار اور ریڈیو پر ان کے غدارِ وطن ہونے کے بارے میں خبریں نشر کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ وطن سے بے لوث محبت کرنے والا شاعر ان خبروں سے بے حد مضطرب تھا۔ آخر کار ۲۸ جولائی ۱۹۶۲ء میں انقرہ سے جاری ہونے والے اخبار کی اس سرخی پر کہ ''ناظم حکمت وطن سے غداری پر ابھی تک قائم ہے'' ناظم حکمت نے قلم اٹھایا اور 'غدارِ وطن' کے عنوان سے ایک نظم کے ذریعہ اس کا جواب دیا۔ ناظم حکمت یہ واضح کرنے کے لئے کہ کون وطن دوست ہے اور کون حقیقی غدار ایک معیار پیش کرتے ہیں:

ناظم حکمت وطن سے غداری پر ابھی تک قائم ہے

ناظم نے کہا 'ہم امریکہ شاہی کی نصف غلامی میں ہیں'

ناظم حکمت وطن سے غداری پر ابھی تک قائم ہے۔

یہ خبر انقرہ کے ایک اخبار میں شائع ہوئی تین کالموں کے اوپر سیاہ چلاتے ہوئے حروف کے ساتھ

انقرہ کے ایک اخبار میں ایڈمرل ولیم سن کی تصویر کے ساتھ

۶۶ مربع سینٹی میٹر میں ہنس رہا ہے وہ امیرکن ایڈمرل اور اس کا دہن کانوں تک پہنچا ہوا ہے

امریکہ نے ہمارے بجٹ کے لئے ۱۲۰ ملین لیرا عطیہ کیا ہے، ۱۲۰ ملین لیرا!

ناظم نے کہا 'ہم امریکہ شاہی کی نصف غلامی میں ہیں'

ناظم حکمت وطن سے غداری پر ابھی تک قائم ہے

ہاں میں غدارِ وطن ہوں، اگر آپ وطن پرور ہیں، آپ وطن دوست ہیں

تو میں غدارِ وطن ہوں، میں غدارِ ملک ہوں
اگر وطن کے معنی آپ کے مزروعہ زمین ہیں
اگر وطن آپ کے خزانوں اور چیک بک کے اندراجات ہیں
اگر وطن گلی کرچوں کے کناروں پر بھوک سے مرجانا ہے
اگر وطن سردی میں کتّے کی طرح کانپنا اور
گرمیوں میں ملیریا سے بے تاب ہونا ہے،
وطن اگر آپ کے آقاؤں کے ناخن ہے
آپ کے کارخانوں میں ہمارا سرخ خون پینا اگر وطن ہے
وطن اگر علم حال کی برچھی ہے، وطن اگر پولیس کا بید ہے
آپ کے تصرف اور آپ کی تنخواہ ہے اگر وطن
اگر امریکہ کا بحری بیڑہ اور اس کی توپ ہے
وطن اگر تمہاری متعفن اندھیروں سے آزاد نہ ہونا ہے تو
میں غدارِ وطن ہوں
لکھیں تین کالموں کے اوپر چلاتے ہوئے سیاہ حروف میں
ناظم حکمت وطن سے غداری پر ابھی تک قائم ہے۔(۸)

دراصل ناظم حکمت نے جوان عمری میں شعر لکھنا شروع کیا اور ان کے ابتدائی اشعار میں عثمانی سلطنت کی زوال پذیری کو اور جنگی حزیمتوں سے اثر پذیر قومی احساسات کا خاص مقام حاصل ہے۔(۹) ناظم کے ابتدائی دور کی منظومات زیادہ تر حب وطن، آزادیٔ وطن اور احیائے ثانیہ کے موضوعات کی حامل ہے۔ان کی تصنیف 'ابتدائی نظمیں' میں اس موضوع پر دسیوں نظمیں موجود ہیں۔ ۱۹۲۰ء میں 'جوانی' کے عنوان سے ایک نظم میں نوجوانوں کو وطن کی آزادی کے لئے جنگ میں شمولیت کے لئے بلا رہے ہیں:

چار سال سے سرحدوں پر خون بہانے والوں کا
تم خود حسرتوں سے مرثیہ لکھو
چار سال سے سرحدوں پر خون بہانے والوں کا

ماتم کے سالوں میں اپنی آواز بلند کرو۔

ایک آہ!۔۔۔کہے بغیر دیکھو اناطولیہ

ایمان کے ساتھ منتظر ہے اپنی آخری گھڑی کا

سر بہ فلک پہاڑوں کے راستے

تمام کا تمام تمہارے بھائیوں کی ہڈیوں اور گوشت سے بھرا ہوا ہے۔

جاؤ آج ان تنہا راستوں پر آنسو بہاؤ

چار سالوں سے ہر جگہ جان نچھاور کرنے والوں پر

آج تمہارے مقدس جذبات پر دیکھو

تمہیں کہیں کہ چپ ہو جا تو تم چلاؤ۔۔۔اے نوجوانو!(۱۰)

ناظم حکمت کو مغربی قابض قوتوں کے خلاف جنگ لڑنے کے لئے اناطولیہ جانے کے بعد احساس ہوا کہ وہ خود اور دیگر فنکار اب تک عوامی مسائل کو کماحقہ سمجھنے سے قاصر رہے ہیں۔ایک تحریر جس میں انہوں نے اپنی فنی زندگی کے ادوار کو واضح کیا ہے اپنے اشعار پر اناطولیہ کے اثرات کا خلاصہ اس طرح بیان کرتے ہیں:'' میں اناطولیہ گیا۔ملت لاغر گھوڑوں، نوح کے دور کے اسلحہ، بھوک اور جوؤں کے ساتھ یونانی فوجوں کے خلاف جنگ لڑ رہی تھی۔میں نے ملت اور اس کی جنگ کو جانا۔میں حیران ہوا، ڈرا، خوش ہوا، نثار ہو گیا اور ان سب چیزوں کو مختلف انداز میں تحریر کرنے کی ضرورت کو محسوس کیا۔''(۱۱)

اسی وجہ سے ناظم حکمت وطن کے ہر گوشے کو، تمام ثقافتی اقدار کو اور ہر فرد کو انتہائی محبت کے ساتھ اپنے اشعار میں سمونا شروع کرتے ہیں۔اپنی تمام تصانیف میں ملک کی محبت کو بیان کرتے ہیں اور ایک ایسے نظام کے تصور کا گن گاتے ہیں جو ملک کو آزادی عطا کرے، خوشحال بنائے اور لاگوں کو مسرور و مطمئن کرے۔ناظم کی کتاب 'میرے وطن سے انسانی مناظر' جو انہوں نے ۱۹۱۴ء میں بورسا کے قید خانے میں تصنیف کرنا شروع کی اور جسے آپ کی یادگار تصنیف کا مقام حاصل ہے پانچ جلدوں کی صورت میں شائع کی گئی۔آپ کی قید کے دوران دوسری جنگِ عظیم شروع ہو چکی تھی اور ناظم منظومات کی شکل میں بیسویں صدی کی تاریخ لکھنے کا فیصلہ کر چکے تھے۔(۱۲) 'میرے وطن سے انسانی مناظر' بیسویں صدی کی شاعرانہ تاریخ لکھنے کے مقصد کے تحت نمو پذیر ہونے والے خیالات کی پیداوار ہے۔پانچ کتابوں سے تشکیل پانے والی اس ۱۷۰۰۰ مصرعوں کی یادگار تخلیق کا جائزہ لیا جائے تو

یہ ایک وسیع دور کا احاطہ کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ایک طرف ترکی کی ۱۹۲۰۔۱۹۴۰ء تک کی معاشرتی تاریخ، جنگِ آزادی اور ترک عوام کی قربانیاں کو بیان کرتی ہے تو دوسری طرف دوسری جنگِ عظیم اور اس کے اثرات کا احاطہ کرتی ہے۔ ناظم اس تصنیف کے ہیروؤں کو اس طرح متعارف کراتے ہیں:

''اس کے ہیرو جنرل، سلاطین، منتخب دانشور، فنکار شخصیات، خوبصورتی کی شہزادیاں قاتل اور لاکھ پتی نہیں بلکہ مزدور، دیہاتی، دستکار اور وہ لوگ جن کا شہرت کارخانوں، کھیتوں اور گاؤنوں کے باہر نہ پھیلا ہو۔'' (۱۳)

اپنے ایک خط میں کہ جس میں آپ نے اس تصنیف سے اپنے مقصد کو شقوں کی صورت میں واضح کیا ہے اس طرح رقمطراز ہیں:

''میرا اس تصنیف سے مقصد یہ ہے کہ یہ تصنیف.....مختلف طبقوں سے وابستہ ترکی لوگوں کے زریعے ترکی کے ایک مخصوص دور کی معاشرتی صورتحال کو واضح کرے....'' (۱۴)

اپنے قریبی دوست اور اس دور کے معروف ناول نگار کمال طاہر کے نام خط میں مذکورہ کتاب کے مشتملات اور خصوصیات کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

''تمہارے اس دفعہ کے خط نے 'میرے وطن سے انسانی مناظر' کے بارے میں میرے بنیادی رائے کو یعنی کتاب کے نام کو مجھ پر زیادہ واضح کیا۔ اول تو میں نے یہ سوچا کہ شاید کتاب کا نام غلط رکھ چکا ہوں۔ اس کا نام 'میرے وطن سے انسانی مناظر' نہیں 'انسانی مناظر میں میرا وطن' ہوگا...'' (۱۵)

یہ تصنیف ناظم حکمت کے اس عہد سے متعلق ہے جبکہ آپ اپنے فن کی چوٹی پر پہنچ چکے ہیں۔شاعری سے متعلق جو اہداف آپ نے واضح کیے اس تصنیف میں آپ ان اہداف تک پہنچے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

''میں اشعار میں رئیلٹی کو اس کی تمام تر مرکبیّت یعنی ماضی، حال اور مستقبل کے عناصر کے ساتھ اور متحرک صورت میں پیش کرنے والی ایک حقیقت پسندی تک پہنچنا چاہتا ہوں۔ میری بہت سی تحریروں کی حقیقت پسندی یک طرفہ ہے۔ اس وجہ سے بھی وہ اکثر اوقات ضرورت سے زیادہ چیخ و پکار کرنے والے پروپیگنڈہ کی خصوصیات کی حامل ہیں۔دنیا کے بارے میں نقطہءنظر اور تصور کے فنی اظہار کے حوالے سے میرے غور و فکر کے زاویے بے حد

بدل گئے ہیں۔"(۱۶)

'میرے وطن سے انسانی مناظر' بلاشبہ ترک ادبیات کے عظیم کارناموں میں سے ایک ہے۔ یاشر کمال جنہیں ترکی کا سب سے بڑا ناول نگار تسلیم کیا جاتا ہے اس تصنیف کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

"تاریخ میں حکایاتی فن کے تین مثالیں ہیں اور وہ تین مثالیں ہومر کی ilyada ، گوگل کی 'مردہ جانیں' اور ناظم حکمت کی 'میرے وطن سے انسانی مناظر' ہیں۔"(۱۷)

ناظم حکمت کی آزادی اور حب الوطنی کے جذبے سے بھرپور ایک اور تصنیف "داستانِ قوائے ملّیہ" ہے۔ یہ تصنیف ترک جنگِ آزادی کی اب تک لکھی گئی سب سے زیادہ غنائیہ اور سب سے زیادہ موثر داستان ہے۔ ترکی کے ملی شاعر محمد عاکف کے ہاں بھی اس نوعیت کا بیانیہ اور جذبات کی فراوانی نہیں ملتی۔ ناظم حکمت نے "داستانِ قوائے ملّیہ" کو ۱۹۳۹ء میں استنبول کے قید خانے میں تحریر کرنا شروع کیا، ۱۹۴۰ء میں چانکری کے قید خانے میں اس کی تصنیف جاری رکھی اور ۱۹۴۱ء میں بورسا کے قید خانے میں اسے مکمل کیا۔ داستان ابتدائی باب کے علاوہ آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔ ابتدائی باب میں جو موضوع کے مقصد کی طرف رہنمائی کرتا ہے قوائے ملّیہ کے دور کی خصوصیات، وطن کی محبت، عوام کی محبت اور آزادی کے جذبات کو بیان کرتے ہیں۔ دیگر تمام ابواب میں جنگِ آزادی کے ادوار کی تفصیل، مختلف عوامی رہنماؤں کے بیان اور واقعات کے تانے بانے کو شاعرانہ طرز بیان کے ذریعے حکایت کے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ آٹھویں باب میں یقینی فتح کو موضوع بنایا گیا ہے اور باب کے آخر میں یہ شعر ہے:

ایشائے بعید سے جست بھرتی ہوئی
بحیرہء روم کے کنارے سرِ گھوڑی کی طرح
لیٹ جانے والا یہ مُلک ہمارا ہے۔
کلائیاں خون آلود، دانت جکڑے ہوئے، پاؤں برہنہ
اور ریشمی قالین جیسی زمین ؛
یہ جہنم، یہ جنت ہماری ہے
بند ہو جائیں یہ اجنبی دروازے اور دوبارہ نہ کھلیں
ختم کریں یہ انسان کے لئے انسان کی غلامی

یہ دعوت ہماری ہے۔
جینا ایک درخت کی طرح اکیلا اور آزاد
اور ایک جنگل کی طرح بھائی چارے کے ساتھ
یہ حسرت ہماری ہے...(۱۸)

ناظم حکمت کی دیگر تصانیف کو اگر ہم ایک طرف رہنے دیں تو ان کی صرف یہی دو کتابیں یعنی سترا ہزار مصرعوں پر مشتمل 'میرے وطن سے انسانی مناظر' اور ''داستانِ قوائے ملّیہ'' ہی ان کے ہاں بیش بہا وطن دوستی اور وطن سے وابستگی کی آئینہ دار ہیں۔ ۱۹۵۹ کی ایک نظم میں ترکی کو معاشی، سیاسی، معاشرتی پہلوؤں سے امریکہ سے وابستہ کرنے والے اس کی آزادی کو کچلنے والے بے کردار سیاست دانوں پر تنقید کرتے ہیں اور وطن و ملت کی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

جو انسان ہو، کیا وہ اپنے وطن بیچتا ہے؟
اس کے پانی کو تم پیتے ہو، اسی کی روٹی کو تم کھاتے ہو
دنیا میں وطن سے زیادہ عزیز چیز کوئی ہے؟
اے صاحبو! تم نے وطن کو کیسے پارچہ پارچہ کر دیا؟
اسے چیر پھاڑ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا
بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا
اور لے جا کر کافروں کو: 'لیجئے...' کہتے ہوئے پیش کر دیا
اے صاحبو! تم نے وطن کو کیسے پارچہ پارچہ کر دیا؟
اس کے ہاتھ پاؤں کو زنجیروں سے بندھا گیا
وطن ننگ دھڑنگ زمین پر لٹا دیا گیا
اور اس کے سینے پر بیٹھ گئے ٹیکساس کے فوجی
اے صاحبو! تم نے وطن کو کیسے پارچہ پارچہ کر دیا؟(...)(۱۹)

ناظم حکمت جو ملک کو سیاسی، معاشرتی، ثقافتی اور معاشی لحاظ سے مکمل طور پر مغربی قبضے میں دیکھتے ہیں تو ۱۹۵۹ء میں ' شہداء ' کے عنوان سے ایک نظم لکھ کر جنگِ آزادی کے شہداء کو ملک کو بکنے سے بچانے کے

لئے دوبارہ اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے بلاتے ہیں:

شہیدو، قوائے ملّیہ کے شہیدو
یہ وقت مزاروں سے جاگ اٹھنے کا وقت ہے!
شہیدو، قوائے ملّیہ کے شہیدو
ساکریہ میں، اِنونو میں، آفیون میں، دوملوپینار میں
اور آئیدن میں آنطپ میں زخم کھا کر گرنے والو!
تم زمین تلے ہماری عظیم الشان جڑیں ہو
تم لیٹے ہوئے ہو اپنے سرخ خون کے اندر
شہیدو، قوائے ملّیہ کے شہیدو
جب تم زمین تلے گہری نیند میں تھے
ان ضمیر فروشوں نے دشمن کو دعوت دی
اور ہم بیچ دیئے گئے، للہ جاگو!
کہ ہم زمین کے اوپر گہری نیند سو رہے ہیں
اٹھو اور ہمیں جگاؤ، قوائے ملّیہ کے شہیدو! (۲۰)

ناظم حکمت کی وطن سے محبت بس یہیں تک نہیں بلکہ وہ وطن کی زبان کے لئے بھی بے حد و حساب محبت محسوس کرتے ہیں۔ ناظم ایک خط میں اس طرح لکھتے ہیں: ''اگر میں دنیا کے بہتریں انسانوں میں سے ایک تُرک عوام اور دنیا کی خوبصورت تریں زبانوں میں سے ایک بلکہ سرِ فہرست تُرکی زبان کو غیر ممالک میں متعارف کروانے کا وسیلہ بن سکوں تو یہ میرے لئے زندگی کی سب سے بڑی خوشی اور سب سے بڑا اعزاز ہوگا۔ جیسے ایک دیہاتی اپنی زمین کو اپنے بیل کو چاہتا ہے، جیسے ایک بڑھئی اپنی لکڑی کو چاہتا ہے میں بھی اسی طرح تُرکی زبان کو چاہتا ہوں۔''(۲۱) اسی وجہ سے ناظم حکمت ترکی کے سب سے بڑے شاعر تسلیم کئے جاتے ہیں۔ ان کی زندگی اور ان کی تصانیف کا تجزیہ کرنے پر ناظم حکمت بھرپور جوش و جذبے کے ساتھ ترکی اور ترکی زبان کے عشق میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ ناظم کا سب سے بڑا المیہ عمر کے آخری دور میں اجنبی دیار میں انہیں اپنی گرفت میں لے لینے والی وطن کی حسرت ہے۔ 'تمہیں سوچ رہا ہوں' کے عنوان سے لکھی گئی نظم میں چند سطریں ہی آپ کے

رنج والم کو واضح کر رہی ہیں:

(...) اے میرے وطن تمہیں سوچ رہا ہوں
میرے وطن، میرے ترکی تمہیں سوچ رہا ہوں
گو ایک لمحہ بھی ایسا نہیں کہ تم میرے دھیان میں نہ ہو
تیری حسرت ایسی نہیں کہ برداشت کی جا سکے! (۲۲)

درحقیقت 'میرے وطن سے انسانی مناظر' جیسی عظیم الشان تصنیف کی تخلیق کے بعد بھی بار بار وطن کو موضوعِ سخن بناتے ہیں۔ 'پھر میرے وطن کے بارے میں کہا گیا' کے عنوان سے لکھی گئی نظم سے چند مصرعے درج ذیل ہیں:

میرے وطن، میرے وطن، میرے وطن
نہ ٹوپی رہی میری تمہارے سرزمین کی بنی ہوئی
نہ ہی تمہارے راستوں سے آشنا جوتے رہے
آخری قمیض بھی میرے جسم پر کب سے پھٹ چکی ہے
شیلے کے کپڑے سے تھی یہ قمیض۔
اب تم صرف میرے بالوں کی سفیدی میں ہو
میرے دل کی بیماری میں ہو
میری پیشانی کی لکیروں میں ہو، اے میرے وطن...(۲۳)

اوپر دی گئی نظموں اور دیگر تحریروں سے ناظم حکمت کے ہاں پائی جانے والی ملک وقوم کی محبت نمایاں ہے۔ ایک نقادِ ادبیات، اصطلاحاتِ کلام ناظم حکمت کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں: ''کلامِ ناظم میں انسان اور زندگی کی محبت، عوام، وطن کی محبت، وطن کی حسرت، ملک، مستقبل اور انقلاب کا یقین، جنگوں کی صعوبتیں، معاشرتی تحریکات، آزادی کی خواہش اور مزید خوبصورت دنوں کی حسرت جیسے موضوعات آپس میں گھل مل گئے ہیں۔'' (۲۴) بلاشبہ ناظم، اپنے وطن سے بے تحاشہ محبت کرنے والے انسان تھے اور عوام کی فراخی وخوشحالی مزید ترقی اور خودمختاری ان کا مطمعِ نظر تھا۔ عہدِ جوانی میں ناظم بھی دنیا کی روش کے مطابق سرمایہ داری اور استبدادی نظام کو کسی بھی ملک کے لئے فلاکت وتباہی خیال کرتے تھے اور ہوا بھی یہی کہ اقوامِ عالم کی اکثریت اس

فلاکت کو جھیلنے پر مجبور ہوگئی۔اس فلاکت وتباہی کو جسے سرمایہ دارانہ اور استبدادی ذہنیت کی وجہ سے انسانیت جھیل رہی تھی اور اس کے مقابل اٹھائے گئے اقدامات کو آپ کے کلام میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ اس وجہ سے بھی ناظم حکمت ایک آفاقی شاعر کی حیثیت سے تمام دنیا میں پہچانے جاتے ہیں اور آپ کے افکار وکلام کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔

ناظم نے ایک شاعر کی حیثیت سے اپنی فکری دنیا میں موجود ملک سے عوام کو متعارف کروایا۔ یہ خدمت سر انجام دیتے ہوئے آپ نے اپنے لئے دیگر شعراء سے مختلف راستے کا انتخاب کیا۔ جنگِ عظیم اوّل کے بعد سلطنت عثمانیہ کے احوال کے بارے میں انہوں نے جو منظومات لکھیں وہ اس دور کے دیگر معروف شعراء کی اس موضوع پر لکھی ہوئی منظومات سے کہیں زیادہ حقیقی اور غنائیہ ہیں۔اس دور میں جو منظومات انہوں نے لکھیں ان میں مغربی استبداد کے نتیجے میں قومی وقار کے مجروح ہونے کا احساس نمایاں ہے۔دفاعِ عرضِ وطن جیسی اہمیت کے حامل اس صورتحال نے انہیں دفاعِ وقارِ ملت کی گہری جذبات کی طرف مائل کر دیا۔یہی وجہ ہے کہ قومی شجاعت کے موضوع پر مبنی ان کی منظومات کی تحریر کا سلسلہ تا دیر برقرار نہیں رہا۔چونکہ ان کے دماغ میں وقار کا نظریہ زیادہ تر انسانی وقار پر مبنی ہے اور اس دنیا کے کسی بھی گوشے میں انسانی وقار کو قدموں تلے روندنے والی کسی بھی تحریک کا ان کے کلام میں موزوں جواب موجود ہے۔وہ تمام انسانوں کے لئے آزادی اور مساوات کی خواہش کرنے والے عالمگیر شاعر ہیں۔

حوالہ جات

1. Nedim Gürsel, *Dünya Şairi Nazım Hikmet*, Can yay. İstanbul 2001, p.23
2. Hüseyin Atabaş (Der.) *Türkçenin Yurttaşı Nazım Hikmet*, TÖMER yay. Ankara 2002, p. 10
3. Mustafa Şerif Onaran, *Türkçenin Yurttaşı Nazım Hikmet,* Hüseyin Atabaş (Der.), TÖMER yay. Ankara 2002, p. 144
4. Emin Karaca, Sevdalınız Komünisttir, Gendaş Kültür, İstanbul 2001, p.219
5. Can Dündar, *Nazım,* İmge Yay. Ankara 2005, p. 16
6. Can Dündar, *Nazım,* İmge Yay. Ankara 2005, s. 27
7. Nazım Hikmet, *Yeni Şiirler*, YKY, İstanbul 2001, p.34
8. Nazım Hikmet, *Son Şiirler*, YKY, İstanbul 2002, p.150
9. Ahmet Oktay, *Cumhuriyet Dönemi Edebiyatı*, Kültür Bakanlığı, Ankara 1993,

p.1078

10. Nazım Hikmet, *İlk Şiirler*, Adam Yay. İstabul 1995, p. 62
11. Nedim Gürsel, *Dünya Şairi Nazım Hikmet*, Can yay. İstanbul 2001, p.63
12. E.Babayev, *Yaşamı ve Yapıtlarıyla Nazım Hikmet*, Cem Yay. p.209
13. Kültür Bakanlığı, *Doğumunun 100.yılında Nazım Hikmet'e Armağan*, Ankara 2002, p. 74
14. Kültür Bakanlığı, *Doğumunun 100.yılında Nazım Hikmet'e Armağan*, Ankara 2002, p. 74
15. Kültür Bakanlığı, *Doğumunun 100.yılında Nazım Hikmet'e Armağan*, Ankara 2002, p. 118
16. Ahmet Oktay, *Cumhuriyet Dönemi Edebiyatı*, Kültür Bakanlığı, Ankara 1993, p.1093
17. Kültür Bakanlığı, *Doğumunun 100.yılında Nazım Hikmet'e Armağan*, Ankara 2002, p. 126
18. Nazım Hikmet, *Kuvayı Milliye Destan*ı, YKY, İstanbul 2002, p. 90
19. Nazım Hikmet, *Son Şiirler*, YKY, İstanbul 2002, p. 12
20. Nazım Hikmet, *Son Şiirler*, YKY, İstanbul 2002, p. 32
21. Nedim Gürsel, *Dünya Şairi Nazım Hikmet*, Can yay. İstanbul 2001, p.24
22. Nazım Hikmet, *Yeni Şiirler*, YKY, İstanbul 2001, p. 16
23. Nazım Hikmet, *Yeni Şiirler*, YKY, İstanbul 2001, p.155
24. Emin Özdemir, *Türkçenin Yurttaşı Nazım Hikmet,* Hüseyin Atabaş (Der.), TÖMER yay. Ankara 2002, p. 144